غزل

’غزل‘ عربی کا لفظ ہے۔ اس کے معنی ہیں محبوب سے باتیں کرنا، عورتوں سے باتیں کرنا۔ وہ شاعری جسے غزل کہتے ہیں اس میں بنیادی طور پر عشقیہ باتیں بیان کی جاتی ہیں۔ لیکن آہستہ آہستہ غزل میں دوسرے مضامین بھی داخل ہوتے گئے ہیں اور آج یہ کہا جاسکتا ہے کہ غزل میں تقریباً ہر طرح کی باتیں کی جاسکتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ غزل اُردو کی سب سے مقبول صنفِ سخن ہے۔ غزل کا ہر شعر عام طور پر اپنے مفہوم کے اعتبار سے مکمل ہوتا ہے۔

جس طرح غزل میں مضامین کی قید نہیں ہے اسی طرح اشعار کی تعداد بھی مقرّر نہیں۔ یوں تو غزل میں عموماً پانچ یا سات شعر ہوتے ہیں، لیکن بعض غزلوں میں زیادہ اشعار بھی ملتے ہیں۔ کبھی کبھی ایک ہی بحر، قافیے اور ردیف میں شاعر ایک سے زیادہ غزلیں کہہ دیتا ہے۔ اس کو ’دوغزلہ‘، ’سہ غزلہ‘، ’چہار غزلہ‘ کہا جاتا ہے۔

کسی غزل کے اگر تمام شعر موضوع کے لحاظ سے آپس میں یکساں ہوں تو اسے غزلِ مسلسل کہتے ہیں اور اگر شاعر غزل کے اندر کسی ایک مضمون یا تجربے کو ایک سے زیادہ اشعار میں بیان کرے تو اسے قطعہ اور ایسے اشعار کو قطعہ بند کہتے ہیں۔

غزل کا پہلا شعر جس کے دونوں مصرعے ہم قافیہ ہوں ’مطلع‘ کہلاتا ہے۔ مطلع کے بعد والا شعر ’زیبِ مطلع‘ یا ’حسنِ مطلع‘ کہلاتا ہے۔ غزل میں ایک سے زیادہ مطلعے بھی ہوسکتے ہیں۔ انھیں مطلع ثانی (دوسرا) مطلع ثالث (تیسرا) کہا جاتا ہے۔ غزل کا آخری شعر جس میں شاعر اپنا تخلّص استعمال کرتا ہے ’مقطع‘ کہلاتا ہے۔ غزل کا سب سے اچھّا شعر ’بیت الغزل‘ یا ’شاہ بیت‘ کہلاتا ہے۔ جس غزل میں ردیف نہ ہو اور صرف قافیے ہوں، اس کو ’غیر مردّف غزل‘ کہتے ہیں۔

خواجہ میر درؔد

(1721 – 1785)

سیّد خواجہ میر نام، درؔد تخلّص تھا۔ ان کا سلسلۂ نسب خواجہ بہاء الدّین نقشبندی سے ملتا ہے۔ اسی نسبت سے درؔد کو تصوّف ورثے میں ملا۔ ان کے بزرگ بخارا سے آ کر دلّی میں آباد ہو گئے تھے۔

درؔد نے اپنے والد خواجہ محمد ناصر عندلیبؔ سے تعلیم حاصل کی۔ درؔد کی طبیعت میں سادگی اور قناعت پسندی بہت تھی۔ یہی وجہ ہے کہ دلّی کی تباہی کے زمانے میں، جب کہ اکثر شعرا دوسری ریاستوں کا رُخ کر رہے تھے، درؔد نے دلّی سے باہر جانا گوارا نہ کیا اور اسی شہر میں زندگی گزار دی۔ وہ خود دار طبیعت کے مالک تھے۔ انھوں نے کسی امیر یا بادشاہ کی مدح نہیں کی۔

درؔد نے تصوّف کے باریک نکات کو نہایت خوبی سے ادا کیا ہے۔ تشبیہات کے برمحل اور نادر استعمال نے اشعار کے حسن کو نکھار دیا ہے۔ عام طور پر چھوٹی بحروں میں ان کی غزلیں زیادہ رَواں اور پُر اثر ہوتی ہیں۔ ان کے چھوٹے سے دیوان میں اچھے شعروں کی تعداد خاصی ہے۔ صوفیانہ رنگ کے ساتھ ساتھ درؔد کے یہاں عشقیہ شاعری کے بھی بہت اچھے نمونے ملتے ہیں۔

غزل

تہمتِ چند اپنے ذِمّے دَھر چلے جِس لیے آئے تھے، ہم سو کر چلے
زندگی ہے یا کوئی طوفان ہے ہم تو اس جینے کے ہاتھوں مر چلے
دوستو دیکھا تماشہ یاں کا بس تم رہو، اب، ہم تو اپنے گھر چلے
شمع کے مانند ہم اس بزم میں چشمِ نم آئے تھے ، دامن تر چلے
دردؔ کچھ معلوم ہے یہ لوگ سب
کس طرف سے آئے تھے کیدھر چلے

خواجہ میر دردؔ

سوالوں کے جواب لکھیے

1. پہلے شعر میں 'تہمتِ چند اپنے ذِمّے دَھر چلے، سے شاعر کی کیا مراد ہے؟
2. شاعر نے زندگی کو طوفان کیوں کہا ہے؟
3. چوتھے شعر میں، شاعر، شمع کے حوالے سے کیا بات کہنا چاہتا ہے؟
4. آخری شعر میں زندگی کی کس حقیقت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے؟